رسائل و مسائل

ابن جریرؒ طبری کا مسلک

جناب ملک غلام علی صاحب

سوال:۔ سیارہ ڈائجسٹ کے "سید مودودی نمبر" میں ایک مضمون "سید مودودی اور اقبالؒ" کے زیرِ عنوان صابر کلوروی صاحب کے قلم سے چھپا ہے۔ اس میں مولاناؒ مرحوم سے ملاقات، گفتگو وغیرہ کے سلسلے میں جیلانی صاحب اور آپ کا ذکر بھی ہے۔ صابر صاحب نے مولانا محترم سے جو سوالات پوچھے اُن میں ایک یہ تھا کہ ابن جریر طبری کیا شیعہ یا اُن کے نقطۂ نظر کا حامی تھا تو مولاناؒ نے جواب میں فرمایا کہ ایسا سمجھنا درست نہیں ہے اور اس موقع پر چند مثالیں بھی دیں مگر صابر صاحب لکھتے ہیں "افسوس ہے کہ اب یہ مثالیں مجھے ٹھیک طرح سے یاد نہیں رہیں"۔

آپ نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ" میں بھی بسبیل تذکرہ اس الزام کو نقل کیا ہے کہ بعض حضرات ابن جریر کو شیعہ کہتے ہیں۔ مگر اس کے جواب میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ یہ اعتراض و الزام بالکل بے جا ہے اور جو باتیں ابن جریر نے لکھی ہیں وہ دوسرے مؤرخین و مصنفین نے بھی لکھی ہیں۔ مگر اس سے شیعیت والے الزام کی پوری طرح تردید نہیں ہوتی۔ اگر آپ اس مجلس میں شریک تھے اور آپ کو مولانا محترم کے ارشادات یاد ہوں تو آپ اُن کی تفصیل یا کم از کم خلاصہ ترجمان میں دے دیں کیونکہ یہ اعتراض اب بھی بعض حلقوں میں دہرایا جاتا ہے۔

جواب:۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی جس گفتگو کا حوالہ آپ نے دیا ہے وہ اب میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہی۔ میری قوتِ حافظہ امراض کے باعث پہلے ہی کمزور ہو چکی تھی، اس پر مستزاد مرحوم و مغفور کی رحلت کا صدمہ و سانحہ ہے جس نے میری یادداشت کو بالکل محو اور ملیامیٹ کر کے رکھ دیا ہے۔

سہ فرداوری کے تفرقے یک بار مٹ گئے وہ کیا گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

میں سمجھتا ہوں کہ "خلافت و ملوکیت" کے آخر میں "مآخذ کی بحث" کے زیر عنوان ابن جریر طبری کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل کافی وشافی ہے۔ معلوم نہیں یہ حصہ آپ کی نظر سے گزرا ہے یا نہیں۔ اس میں متعدد ائمہ اہلِ سنت کی آرا۔ امام ابن جریر کے متعلق نقل کر دی گئی ہیں اور حاشیے میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ ابن جریر نام کے ایک مصنف شیعہ بھی تھے جن کے حالات اصحابِ رجال نے الگ بیان کیے ہیں۔ میں نے جب ترجمان میں ابن جریر طبری پر تشیع کے الزام کا ذکر کیا تھا تو اُسے پڑھ کر ہندوستان کے ایک عالمِ دین نے (جو لیبیا میں تھے اور جن کا اسم گرامی یاد نہیں پڑتا) اس الزام کے رد میں ایک مفصل مضمون "فاران" میں شائع کرایا تھا۔ متعدد دیگر اہلِ علم نے بھی اس کی تردید کی اور ثابت کیا ہے کہ ابن جریر طبری شیعہ نہیں تھے، بلکہ تفسیر، تاریخ، فقہ اور دیگر علوم میں اہلِ سنت کے بلند پایہ اور جلیل القدر امام ہیں۔

تاہم میں نمونے کے طور پر ابن جریر کے باب میں چند مزید اقوال ـــ دوسروں کے اور خود ان کے ـــ نقل کیے دیتا ہوں اور فیصلہ طالبین حق وانصاف پر چھوڑتا ہوں۔

تفسیر ابن جریر کا جو نسخہ مصر میں سید عمر الخشاب کے اہتمام سے مطبع المیریہ بولاق میں ۱۳۲۳ھ میں چھپا ہے اس کے آغاز میں امام جلال الدین سیوطی کی رائے الاتقان سے یوں نقل کی گئی ہے۔

وکتابه اجل التفاسیر واعظمها فانه یعرض لتوجیه الاقوال وترجیح بعضها علی بعض والاعراب والاستنباط فهو یفوق بذلك علی تفاسیر الاقدمین۔

(ابن جریر طبری کی تفسیر سب تفسیروں سے زیادہ جلیل القدر اور عظیم الشان ہے۔ وہ مختلف اقوال کی توجیہ و تاویل کے بعد بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں اور توضیح واستنباط کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ پہلے کی تفاسیر پر فوقیت رکھتی ہے)۔

امام محی الدین نووی فرماتے ہیں:۔

اجمعت الامة علی انه لم یصنف مثل تفسیر الطبری۔

(امت کا اس پر اجماع ہے کہ طبری کی تفسیر جیسی کوئی تصنیف نہیں لکھی گئی)۔

امام ابو حامد اسفرائینی لکھتے ہیں:-

لو سافر رجل الی الصین حتی یحصل له تفسیر ابن جریر لم یکن ذلك کثیرا۔

(اگر کسی کو چین تک کا سفر محض اس لیے کرنا پڑے کہ اُسے تفسیر ابن جریر حاصل ہو تو یہ بڑی بات نہ ہوگی)

اس کے بعد اب میں ایک دو اقتباسات خود امام ابن جریر طبری کی ان کی تفسیر ہی سے نقل کرتا ہوں۔ اپنی تفسیر کے آغاز ہی میں سورہ فاتحہ کی آیت اھدنا الصراط المستقیم میں دیکھیے کہ وہ صراط مستقیم کی تشریح میں کیا لکھتے ہیں۔ پہلے تو وہ اسی تاویل کو ترجیح دیتے ہیں کہ اس "سیدھی راہ" کا اولین تعلق اسی دنیا اور حیات دنیوی کی ہدایت سے ہے۔ پھر فرماتے ہیں:-

والذی ھو اولی بتاویل ھذہ الایة عندی ان یکون معنیاً به وفقنا للثبات علی ما ارتضیته و وفقت له من انعمت علیه من عبادك من قول وعمل وذلك ھو الصراط المستقیم۔ لان من وفق لما وفق له من انعم الله علیه من النبیین والصدیقین والشھداء فقد وفق للاسلام وتصدیق الرسل والتمسك بالکتاب والعمل بما امر الله به والانزجار عما زجرہ عنه واتباع منھج النبی صلی الله علیه وسلم ومنھاج ابی بکر وعمر وعثمان وعلی وکل عبد لله الصالح وکل ذلك من الصراط المستقیم"۔

(آیت اھدنا الصراط المستقیم کی سب سے بہتر اور اقرب الی الصواب تاویل میرے نزدیک یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ اے اللہ ہمیں اس قول وعمل پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما جو تجھے پسند ہے اور جس کی توفیق تو نے اپنے انعام یافتہ بندوں کو بخشی اور یہی صراط مستقیم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے سرفراز ہونے والے انبیاء، صدیقین، اور شہداء کو جس عمل کی توفیق عطا ہوئی، اس کی توفیق جسے بھی دی گئی اُسے دوسرے لفظوں میں اسلام لانے، رسولوں کی تصدیق کرنے اور کتاب اللہ سے تمسک کرنے اور اللہ کے احکام

اوامر بجالانے کی اور نواہی سے بچنے کی توفیق ارزانی ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ اور ہر نیک بندے کے طریق پر چلنے کی توفیق دی گئی اور یہ سب کا سب صراط مستقیم ہی میں شامل ہے۔

اس کے بعد ذرا آگے چل کر ابن جریر پوری سند کے ساتھ ابوالعالیہؒ سے صراط مستقیم کی تفسیر عاصمؒ کی زبانی یوں نقل کرتے ہیں:۔

قال هو رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحباه من بعده ابوبكر وعمر قال فذكرت ذلك للحسن فقال صدق ابوالعاليه ونصح

(عاصم راوی ہیں کہ ابوالعالیہ نے فرمایا کہ سیدھی راہ پر چلنے والے جن پر انعام ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو رفیق آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ کا یہ ارشاد حضرت حسنؒ بصری کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا۔

ابوالعالیہ نے سچ کہا اور خالص خیرخواہی کی بات کہی۔

اب سوال یہ ہے کہ جس شخص کا ادنیٰ درجے میں بھی میلان تشیع کی جانب ہو، کیا وہ اپنی تفسیر کی بسم اللہ اس انداز سے کرے گا؟ صراط مستقیم کی تاویل و توضیح میں جو کچھ ابن جریر نے لکھا ہے کیا سلف صالح اور اہل سنت کے مسلک سے اس میں سرمو بھی انحراف پایا جاتا ہے؟ ابن جریر نہایت صراحت کے ساتھ خلفائے راشدین اربعہ کو انبیاء کی معیت میں شمار کر رہے ہیں اور انہیں صدیقین و شہداء کے زمرے میں شامل قرار دے رہے ہیں۔ پھر وہ چاروں خلفاء کی وہی ترتیب بیان کر رہے ہیں جو اہل سنت کے ہاں مسلّم و مروج ہے اور حضرت علی کا ذکر آخر میں کر رہے ہیں۔ جو شخص اس نظریہ و عقیدہ کا حامل ہے، ظاہر ہے کہ وہ ہر نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت جب سیدھی راہ کی جانب ہدایت کی دعا مانگے گا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے ذہن میں خلفائے راشدین ہی کا اسوہ و طریقہ اور ان کی سنت کا نقشہ

لہ ابوالعالیہ بن مہران اور عاصم بن سلیمان دونوں کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے جن کی ثقاہت و عدالت پر اتفاق ہے۔ غ

اور تصور ہو گا۔ اگر ایسا فرد بھی شیعہ ہے تو پھر معلوم نہیں سنی کی تعریف کیا ہے اور اُسے کہاں سے تلاش کیا جائے گا۔

باقی رہی یہ بحث کہ ابن جریر کی تفسیر یا تاریخ میں بعض اقوال محلِ نظر ہیں، تو ہم کب کہتے ہیں کہ وہ امام معصوم ہیں اور اُن کی ہر بات قابلِ قبول ہے۔ ابن کثیر جنہوں نے اپنی تفسیر و تاریخ میں چھنتا ہوا علمی ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے کیا اُن کے ہاں کی ہر شے قابلِ اخذ ہے؟ ہمارے اسلاف کا یہ علمی و فکری ورثہ جو ہم تک پہنچا ہے اس کے معاملے میں خُذ ما صفیٰ ودع ما کدر (جو صاف ہے اُسے لے لو، جو ناصاف ہے اُسے چھوڑ دو) کا اصول اختیار کرنا چاہیے جو چیز اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ ثابتہ سے مطابقت رکھتی ہے وہ بسروچشم قبول ہے، جو مطابقت نہیں رکھتی وہ ناقابلِ قبول ہے۔

بقیہ معبودات

کر کے کسی ایک یا دو کے خلاف زور ڈالتے رہیں گے۔

نتیجہ یہ کہ عالمِ اسلام تو کجا، خود پاکستان میں بھی فضا اسلام یا وحدتِ پاکستان جیسے اعلیٰ مقاصد پر بھی اختلافی آراء کا ٹکراؤ جاری ہے۔

بہرحال مولینا محمد تقی عثمانی سے ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ اس بنیادی مشنے پر مزید کاوش کریں گے۔